سنتِ رسولؐ اور علم

عالیجناب مولانا سید نصیر حسین نقوی صاحب قبلہ

جب ہم سرور رسالتؐ ارواحنالہ الفدا کی عملی زندگی پر نظر ڈالتے ہیں تو قدم قدم پر ہمیں ایسے آثار نظر آتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم کی ترویج واشاعت میں غیر معمولی سرگرمی دکھائی ہے ایسی قوم جو علوم کی مبادیات نوشت وخواند سے بھی محروم تھی۔ ان کے سامنے علوم ومعارف کے دریا بہا کے رکھ دیئے ہیں اور اس کا یہ اثر ہوا کہ جاہل وگنوار عرب علوم سے اس حد تک بہرہ مند ہو گئے کہ ایران وروما کی تہذیبیں ان کے سامنے ماند پڑ گئیں اور اسلامی مدارس اور علمی مراکز اس حد تک ترقی کر گئے کہ دنیا بھر کے تشنگان علوم انہی مراکز سے علمی فیوضات سے اپنی پیاس بجھانے لگے حضرت رسول اکرم ﷺ نے اپنی مقدس تعلیمات سے انسانیت کو علوم کے حصول کے راستہ پر لگا دیا اور ہر مسلمان کے لئے لازم کر دیا کہ وہ علم حاصل کرے چنانچہ حضورؐ نے اپنے گرانقدر ارشاد ''طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِیْضَۃٌ عَلٰی کُلِّ مَسْلِمٍ'' میں اس کے وجوب پر مہر تصدیق ثبت فرما دی، عمومی ذہنوں میں یہ بات ذہن نشین کرا دی کہ انسانیت کے اہم ترین فرائض میں حصول علم کا وہ درجہ ہے جو جسم انسانی میں روح کو حاصل ہے کسی فرد واحد کو بھی اس سے مستثنیٰ قرار نہیں دیا گیا، اسلامی معاشرے کے ہر فرد کے لئے لازم کر دیا گیا کہ وہ علم حاصل کرے اس میں غریب وامیر کی بھی کوئی قید نہیں، امیر اپنے مالی وسائل سے فائدہ اٹھا کر اس دولت سے متمتع ہو سکتا ہے تو غریب کی غربت وافلاس اسے علم سے نہیں روک سکتی۔ پھر لطف کی بات یہ ہے کہ اس کے لئے زمانہ، عمر اور وقت کی قید بھی اٹھا دی۔ فرمایا: ''اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ'' جھولے سے علم کی ابتدا ہوتی ہے اور کنارِ گور تک اس کا ساتھ رہتا ہے زندگی کا ہر لمحہ بھی تو ایسا نہیں جس میں علم کا وجوب نہ رہتا ہو، ہر لمحہ، ہر آن ایک دیندار مومن ومسلم کا فرض ہے کہ وہ اپنی علمی استعداد کے بڑھانے میں اتنا انہماک دکھائے جو ادائیگی فرض سے میل کھاتا ہو۔ کیا افرادِ ملت اس کی جانب توجہ فرمائیں گے۔ پھر علاقائی حد بندیوں میں بھی وسعت پیدا کر دی کہ جہاں بھی تمہیں علم میسر آئے خواہ دنیا کے دور دراز حصول کا سفر کرنا پڑے ہمت کے قدموں میں سستی وتنگینی نہ آنے پائے۔ ''اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ کَانَ بِالسِّیْنِ۔ علم حاصل کرو، خواہ تمہیں چین ہی جانا پڑے۔ قدم قدم پر حضور نے اس اہم انسانی فریضۃ کی اہمیت واضح فرمائی ہے۔ علم کی افادیت اور اہل علم کی قدر ومنزلت سے آگاہ فرمایا ہے۔ چنانچہ ایک مقام پر اہل علم وفضل کو انبیاء علیہم السلام کا ورثہ قرار دیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے: ''اَلْعُلَمَآءُ وَرَثَۃُ الْاَنْبِیَآءِ'' انبیاء علیہم السلام کا مشن بھی اشاعتِ علوم ومعارف تھا، ان کے پیش نظر بھی انسانی جہالت کی تاریکیوں کے پردوں کو نور علم سے چاک کرنا تھا، علماء ان کے علوم وحقائق کے امین ہوتے ہیں۔ یہ علمی میراث ان کو پہنچتی

ہے، بیشک یہ سعادت جہاں ان کی عظمت بڑھا دیتی ہے ان کی ذمہ داریوں میں بھی بہت بڑا اضافہ ہوجاتا ہے اور تب وہ حقیقی معنوں میں خازن وامین ہوسکتے ہیں کہ حق وراثت کو ٹھیک ٹھیک کام میں لائیں۔ نوعِ انسانی میں انبیاءؑ سے بڑھ کر تو کوئی نوع ہے نہیں اور علماء کا ان کا وارث ہونا ان کے بہت بڑے شرف پر دلالت کرتا ہے اور یہ شرف علم کا منت پذیر ہے، دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیں، کہ حقیقت میں یہ علم وحکمت ہی کا شرف ہے اور اسی کی عظمت حضور کے اس گرامی قدر ارشاد کا مطلب یہ ہوا— کہ انسانیت کی معراج بس علم ہی ہے۔ علم ہی سے انسانیت اپنے کمال تک پہنچتی ہے اور اسی کی فروزاں قندیل سے یہ ظلمت کدہ روشن ہوسکتا ہے۔

حضور اقدس (روحی لہ الفدا) اپنی ایک اور حدیث میں یوں ارشاد فرماتے ہیں: خداوندا— میرے خلفاء پر رحم کر—! بعض نے عرض کیا، حضورؐ آپ کے وہ خلفاء کون ہیں؟— ارشاد ہوا: ''میرے خلفاء وہ لوگ ہیں جو میری تعلیمات واحادیث، آداب وسنن کی ترویج کریں اور لوگوں تک میرے علوم پہنچائیں گے—'' اس حدیث میں بھی اہل علم ودانش کی علوّ شان اور معنوی عظمت کی جانب لطیف اشارات ہیں، اور علم کی قدر وقیمت کا پتہ چلتا ہے۔ انسانیت کے آخری پیغمبرؐ کی نیابت وخلافت کی بلندیوں کو ذرا پیش نظر رکھئے، اس کے ضمن میں علم کی جو عظمت استنباط ہوتی ہے اس کا اندازہ فرمائیے— ذرا ان خلفاء سے متعارف ہوتے چلیں۔ کون ہیں جو ختمی مرتبت علیہ السلام کے علوم کے خازن وورثہ دار، آداب وسنن نبوی کے امین ہیں۔ ''اَنَا مَدِیْنَۃُ الْعِلْمِ وَعَلِیٌّ بَابُھَا''— ان سے روشناس کرانے کے لئے کافی ہے۔ اور حضرت امیرالمومنین کا ارشاد: ''عَلَّمَنِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ زَقًّا زَقًّا— سے ان کو پہچان لیجئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ ہر چمکدار چیز کو دیکھ کر سونا نہ سمجھ لیں۔ یہ اہلبیت عظام صلوات اللہ علیہم اجمعین کا منصب ہے۔ جن کے علوم کے سوتے علم نبوی کے سرچشمہ سے پھوٹتے ہیں۔ اور جن کی نورانی قندیلیں علوم نبوت کی مشعل سے فروزاں ہوئی ہیں۔ سنن وآداب نبوی کے یہ مکمل نمونے تھے انھیں کے دم قدم سے احادیث وتعلیمات پیغمبرؐ کی ترویج واشاعت ہوئی اور یہی ہیں وہ حقیقی خلفاء (صلواۃ اللہ علیہم اجمعین)۔

حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ— اسلام کی ایک نامور شخصیت ہیں، اصحاب رسولؐ میں ان کو ایک خصوصی عظمت ہے بارگاہ نبوی میں قرب وباریابی حاصل، ان اجلّہ صحابہ میں ہیں جن کی جنت مشتاق ہے۔ احادیث نبوی (روحی لہ الفدا) سے ان کی جلالت قدر کا اندازہ ہوتا ہے۔ حضور سرکار رسالت (ارواحنا لہ الفدا) نے ابوذرؓ ہی کو مخاطب فرما کر ایک گرامی قدر حدیث میں علم کے فضائل بیان فرمائے ہیں، جو چشم بصیرت کے لئے نور وضیا ہیں۔ علم کی اہمیت وافادیت، اس کی عظمت وفوقیت کا اس سے پورا پورا اندازہ ہوتا ہے: حضورؐ فرماتے ہیں اے ابوذرؓ—! ایک ساعت ایسی مجلس میں بیٹھنا جہاں علمی گفتگو ہورہی ہو بہتر ہے اور اللہ تعالیٰ کو زیادہ محبوب ہے، ہزاروں راتوں کی شب زندہ داری ہے اور راتیں بھی کیسی کہ ہر رات میں ہزار ہزار رکعت نماز ادا کی گئی ہو— اور یہ ہزار دفعہ راہِ خدا میں جہاد کرنے سے بہتر ہے— اور بارہ ہزار ختم قرآن کرنے سے پسندیدہ تر— ایک سال کی عبادات سے بڑھ کر درآنحالیکہ اس کے دنوں میں انسان صائم وروزہ دار رہا ہو۔ اور اس کی راتوں کو عبادات میں زندہ رکھا ہو۔ اے ابوذرؓ! جو شخص اپنے گھر سے کسی علمی مسئلہ کے اخذ کا قصد وارادہ لے کر نکلتا ہے یا اکتساب علوم کی خاطر راہِ غربت اختیار کرتا ہے ہر قدم جو وہ

اٹھاتا ہے اسے ایک پیغمبرؑ کا ثواب ملتا ہے۔ اور شہدائے بدر ایسے ہزار شہداء جیسا اجر۔ ہر حرف جو کسی عالم سے سنتا ہے اخذ کرتا ہے اور لکھتا ہے، اس کے بدلہ میں اسے بہشت میں ایک شہر عطا کیا جاتا ہے۔ ایک طالب علم کی اس سے بڑھ کر کیا سعادت ہوگی کہ خداوند عالم اس کو دوست رکھتا ہے۔ ملائکہ اور انبیاء اس سے محبت کرتے ہیں، نہیں بلکہ ہر سعید وسعادت مند اس سے محبت والفت کا علاقہ رکھتا ہے۔ خوشا حال طالبانِ علم کا۔ عالم کے چہرے پر نظر کرنا، ہزاروں غلاموں کو آزاد کرنے سے بہتر ہے علم دوست کے لئے بہشت واجب ہوجاتی ہے۔ ایک طالب علم اور علم کا دوست صبح وشام ایسی حالت میں کرتا ہے کہ رضائے خالق اس پر محیط ہوتی ہے۔ وہ دنیا کو نہیں چھوڑتا، مگر یہ کہ اسے شرابِ کوثر سے سیراب کیا جاتا ہے اور اسے بہشت کے شیریں ومنزہ میوے وثمرات کھلائے جاتے ہیں۔ مرنے کے بعد قبر میں بچھو اسے کاٹ نہیں کھاتے، اس کی نعش حشرات الارض، کرم وکیڑوں کا طعمہ نہیں بنتی، پھر جنت میں وہ ہوگا اور حضرت خضرؑ کی مصاحبت ورفاقت——''

اس جامع حدیث پر غور کیجئے اور قرآنِ حکیم کے لفظ ''خیر کثیر'' کو پیش نظر رکھئے، آپ کو معلوم ہوگا کہ واقعی تمام خوبیاں اسی کے تحت پیدا ہوتی ہیں۔ اور سب نیکیوں کی اصل الاصول یہی علم ہے۔

❁❁❁

منتظر الزیدی کے جوتے

پروفیسر ولی الحق انصاری صاحب، فرنگی محل، لکھنؤ

لگاتے ہیں ہاتھوں پہ الزام جوتے
جو کرنا تھا وہ کر چکے کام جوتے

خدا سے تو ڈرنا ضروری ہے لیکن
نکالے ہیں ناموس کا یہ جنازہ

خبیثوں کو یہ بات کوئی بتا دے
گزارے کا شب کیسے وہ کفش مارا

برا ہو جہالت کا اپنے وطن میں
گزرنا ہے اس راہ سے بش کو کوئی

کھڑے ہوں گے جو لوگ بہر تماشا
مبارک! تجھے ''منتظر'' ہو مبارک!

کچل سکتا ہے شاہ کا سر گدا بھی
ولی آ گیا ہے یہ کیسا زمانہ

جو کرنا ہے کرتے ہیں خود کام جوتے
کریں کچھ دنوں تک اب آرام جوتے

ڈرو ان سے بھی جن کا ہے نام جوتے
اچھالے ہیں پگڑی سر عام جوتے

خباثت کا ہوتا ہے انجام ''جوتے''
پڑیں جس کے سر پر سر شام جوتے

کھلاتے ہیں لوگوں کو اوہام جوتے
پہن کر نہ جائے سر بام جوتے

اتروائیں گے ان کے حکام جوتے
لگانا کسی کے سر عام جوتے

یہ دیتے ہیں دنیا کو پیغام جوتے
غضب ڈھا رہے ہیں سر عام جوتے

❁❁❁